مومنین کو تین محاذوں پر شیطانی حملوں کا مقابلہ کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲؍فروری ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ کجی سے بچنے اور ہدایت پر قائم رہنے کیلئے جن تعلیمات کی ضرورت ہے وہ قرآن میں پائی جاتی ہیں۔

☆ ساری جماعت ایک دوسرے کی ممد ومعاون اور ناصر بن کر ایک دوسرے کو لغزشوں سے بچائے۔

☆ عاجزی اور نیستی کے ساتھ اپنی زندگی کے دن گزارو۔

☆ اسلام پر سب سے زبردست حملہ عیسائیت کر رہی ہے۔ دوسرے نمبر پر دہریت ہے۔

☆ خلیفہ وقت کے ساتھ چمٹ جاؤ تو تم نفاق کے حملوں سے بچ جاؤ گے۔

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے شروع میں ایک نہایت ہی لطیف اور نہایت ہی شاندار دعا ہمیں سکھائی ہے سورۃ فاتحہ کی شکل میں اور اس طرح ابتدا ہی میں ایک عظیم دعا سکھا کر ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ ایک مسلمان کی زندگی کا انحصار دعا اور صرف دعا پر ہی ہے اس کے بعد سورۂ بقرہ میں پہلے قرآن کریم کو ایک عظیم، ایک کامل، ایک مکمل کتاب کی شکل میں ہمارے سامنے رکھا اور یہ اعلان کیا کہ یہ عظیم کتاب ہر قسم کے شکوک وشبہات اور نقائص سے مبرا اور پاک ہے اور اس کے بعد اُمت مسلمہ کو بیدار اور چوکس کیا یہ کہہ کر کہ تم کو ہر وقت تین محاذوں پر، تین فرنٹیرز پر ہوشیاری کے ساتھ شیطان کے حملوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا اور اس کے لئے تمہیں ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔

ایک محاذ جس کی طرف ہمیں متوجہ کیا وہ اندرونی محاذ ہے تربیت کا محاذ تربیت کے محاذ کے دو پہلو ہیں۔ ایک تربیت یافتہ کو تربیت کے اعلیٰ مقام پر قائم رکھنے کی کوشش کرنا اور یہ کوشش کرنا کہ وہ مزید ترقیات روحانی راہوں پر کرتا چلا جائے۔ تربیت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ جو اُمت مسلمہ میں نئے نئے شامل ہوں بیعت کر کے یا ولادت کے نتیجہ میں، ان کو اسلام کے رنگ میں صحیح طور پر رنگنا اور سچا مسلمان بنانے کی کوشش کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کتاب هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہے اس میں اس طرف اشارہ کیا کہ تقویٰ کے بلند مقام پر پہنچنے کے باوجود انسان کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی ضرورت رہتی ہے اور اس ضرورت کو یہ قرآن پورا کر رہا ہے۔ متقیوں کے لئے ہدایت کا سامان اس کے اندر پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو دعائیہ الفاظ میں دوسری جگہ اس طرح بیان کیا ہے کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا کہ ہدایت تیرے فضل سے ہمیں حاصل ہو جائے پھر بھی یہ خطرہ لاحق رہے گا کہ ہمارے دلوں میں کسی قسم کی کجی نہ

پیدا ہو جائے۔ پس ہم تیرے حضور عاجزانہ دعا کے ذریعہ جھکتے ہیں اور یہ التجا کرتے ہیں کہ جب ہمیں ہدایت حاصل ہو جائے، صراط مستقیم ہمیں مل جائے، ہمارے دل سیدھے ہو جائیں، تو اس کے بعد ہمارے دلوں میں کوئی کجی نہ پیدا ہو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی خطرہ کی طرف بارہا متوجہ کیا ہے میں ایک مختصر سا اقتباس اس وقت دوستوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں آپ فرماتے ہیں:۔

''بعض ایسے بھی ہیں کہ اوّل ان میں دل سوزی اور اخلاص بھی تھا مگر اب ان پر سخت قبض وارد ہے اور اخلاص کی سرگرمی اور مریدانہ محبت کی نورانیت باقی نہیں رہی بلکہ صرف بَلْعَمْ کی طرح مکاریاں باقی رہ گئی ہیں اور بوسیدہ دانت کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ منہ سے اکھاڑ کر پیروں کے نیچے ڈال دیئے جائیں۔ وہ تھک گئے اور درماندہ ہو گئے اور نابکار دنیا نے اپنے دام تزویر کے نیچے انہیں دبا لیا۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عنقریب مجھ سے کاٹ دیئے جائیں گے۔ بجز اس شخص کے کہ خدا تعالیٰ کا فضل نئے سرے اس کا ہاتھ پکڑ لیوے۔ ایسے بھی بہت ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے مجھے دیا ہے اور وہ میرے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہیں''۔

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان الفاظ میں اسی حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ ہدایت پا لینے کے بعد اس وہم میں مبتلا ہو جانا کہ اب ہمارے لئے ابتلاء آ ہی نہیں سکتا اور شیطان کا ہم پر کامیاب وار ممکن ہی نہیں یہ غلط ہے متقی بن جانے کے بعد بھی انسان کو ہدایت کی ضرورت رہتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی کہ رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا اس میں اس طرف بھی اشارہ کیا کہ کجی سے بچنے اور ہدایت پر قائم رہنے کیلئے جن ہدایتوں کی، جن تعلیمات کی ضرورت ہے وہ قرآن کریم میں پائی جاتی ہیں۔ پس ایسے مواقع کے لئے جو دعائیں قرآن کریم نے سکھائی ہیں جو طریق اس نے بتائے ہیں جو تعلیمیں اس نے دی ہیں ان سے فائدہ اُٹھاؤ اور دعاؤں کے ذریعہ اور تدبیر کے ذریعہ یہ کوشش کرو کہ ہدایت پانے کے بعد پھر پاؤں نہ پھسلے اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنت میں داخل ہونے کے بعد کہیں ایسا نہ ہو کہ رضا کی ان جنتوں سے نکال دئے جاؤ۔

پس تربیت کا ایک محاذ تو یہ ہے ساری جماعت کو اس طرف متوجہ رہنا چاہئے کہ ایک دوسرے کے مد

اور معاون اور ناصر بن کر ایک دوسرے کو لغزشوں سے بچائیں اور اس طرف متوجہ کرتے رہیں کہ دیکھنا کسی موقع پر بھی کبر اور نخوت اور غرور اور اباء اور استکبار تمہارے اندر نہ پیدا ہو جائے عاجزی کے ساتھ اور نیستی کے ساتھ اپنی زندگی کے دن گزارو یہ ایک پہلو ہے تربیت کا اور دوسرا پہلو جو ہے وہ نئے داخل ہونے والوں یا نئے پیدا ہونے والوں کا محاذ ہے جب ایک کام ایک لمبے زمانہ پر ممتد ہو تو ضروری ہوتا ہے کہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل کی صحیح تربیت کی جاتی رہے تو دوسرا پہلو تربیت کا اطفال کی تربیت، نئے داخل ہونے والوں کی تربیت ہے (اس کی تفصیل میں میں اس وقت نہیں جاؤں گا)

بہر حال هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں ایک تو یہ فرمایا کہ ہدایت پا جانے کے بعد بھی تمہیں ہدایت پر قائم رہنے کے لئے ایک ہدایت کی ضرورت ہے اور وہ قرآن کریم میں پائی جاتی ہے اور دوسرے اللہ تعالیٰ نے اشارۃً یہ فرمایا کہ قرآن کریم ہدایت کا سامان اپنے اندر رکھتا ہے (دوسری جگہ بڑی وضاحت سے اسے بیان کیا ہے) اور اشارۃً بتایا گیا ہے کہ جو ہدایت یافتہ نہ ہوں بڑے ہوں، شعور رکھنے والے ہوں لیکن ابھی ان پر اسلام کی حقیقت واضح نہ ہوئی ہو یا بچپن سے بڑے ہو رہے ہوں اور ابھی اس قسم کا شعور ان میں پیدا نہ ہوا ہو جو بھی صورت ہو نئے سرے سے ہدایت دینے کے سامان قرآن کریم میں پائے جاتے ہیں اور قرآن کریم نے بڑا زور دیا ہے کہ تربیت کے اس پہلو کو بھی ہمیشہ مدنظر رکھو اور اس میں کبھی غفلت سے کام نہ لو۔

دوسرا محاذ جہاں ہمیں چوکس رہنا چاہئے اور اس کی طرف سورۃ بقرہ کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں متوجہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ کے مضمون کے متعلق آیات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (البقرۃ:۷) کہ ایک دوسری جماعت یا دوسرا گروہ وہ ہے (اس کامل کتاب کے نزول کے بعد) کہ جن کے دل اور دماغ اور روح کی کیفیت یہ ہے کہ تم انہیں انذاری پیشگوئیاں بتا کر انذار کرو یا نہ کرو ان کے لئے برابر ہوگا۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم نبی کو محمد رسول اللہ ﷺ کی شکل میں دنیا کی طرف بھیج دیا ہے اور قیامت تک دنیا کی قسمت کو آپ کے پاک وجود کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے اور جو شخص آپ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا وہ اس دنیا میں بھی اور آنے والی دنیا میں بھی گھاٹے میں رہتا اور

خسران پانے والا ہے تو جب تک ان کے ذہنوں کی یہ کیفیت رہے کہ تمہارا ڈرانا نہ ڈرانا ان کے لئے برابر ہی ہو تو اس وقت تک وہ ایمان کیسے لا سکتے ہیں اس لئے تم پر یہ فرض عائد کیا جاتا ہے کہ تم ان کے ذہنوں کی اس کیفیت کو بدلنے کی کوشش کرو اس کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی تفصیل سے قرآن کریم میں ہدایتیں دی ہیں ہمیں یہ کہا ہے کہ تمہارے دل میں ایسے لوگوں کے لئے رحم کا جذبہ اس شدت کا پیدا ہو جائے کہ تم ہر وقت ان کے لئے دعائیں کرتے رہو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لے رہے ہیں اس کی آواز پر لبیک نہیں کہہ رہے ایک جہنم اپنے لئے پیدا کر رہے ہیں اے خدا! تو اپنے ان بندوں کو اس جہنم سے نجات دلا ان کی آنکھیں کھول ان کے دلوں کی اس کیفیت کو بدل دے۔

اس کے متعلق جیسا کہ میں نے بتایا ہے بڑی تفصیل سے قرآن کریم نے ہدایتیں ہمیں دی ہیں۔ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (النحل:۱۲۶) کہ کے عملی نمونہ دکھاؤ وغیرہ وغیرہ سینکڑوں ہدایتیں ہمیں دی گئی ہیں اس محاذ پر بھی ہمیں ہر وقت چوکنا رہنا چاہئے۔

اس وقت اسلام پر سب سے زبردست حملہ عیسائیت کر رہی ہے اور دوسرے نمبر پر دہریت یعنی وہ جو خدا کے وجود سے ہی انکار کر رہے ہیں عیسائیت کو یہ وہم ہو گیا تھا کہ وہ بیسویں صدی کے شروع میں ساری دنیا کو اس کے لئے جسے وہ خداوند یسوع مسیح کہتے ہیں جیت لیں گے لیکن عین وقت پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور ان کے اس وہم کو دور کر دیا لیکن ابھی طاغوتی طاقتوں کا سر جو اس شکل میں اور اس رنگ میں ظاہر ہوا تھا پوری طرح کچلا نہیں گیا اور ڈیسپریٹ (Desperate) ہو کر خائف ہو کر اسلام کے خلاف ہر جائز اور ناجائز طریق کو استعمال کرنے پر عیسائیت تل گئی ہے ایک مثال میں دیتا ہوں کہ کچھ عرصہ ہوا مغربی افریقہ سے یہ اطلاع ملی تھی کہ عیسائیوں کے ایک رسالہ میں یہ مضمون شائع ہوا ہے ایک بہت بڑے پادری کی طرف سے کہ جو طریق اس وقت تک ہم عیسائی بنانے کے لئے استعمال کرتے آئے ہیں وہ ناکام ہو گئے ہیں ہمیں سوچنا پڑے گا کہ نئے طریق اختیار کئے جائیں کیونکہ ایک لمبے عرصہ کے تجربہ نے ہم پر یہ ثابت کیا ہے کہ ان راہوں سے ہم کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے اور اس نے یہ مشورہ دیا ہے کہ عیسائیت میں مغربی افریقہ کے رہنے والوں کی روایات اور عادات کے مطابق تبدیلیاں کر دی جائیں یہ لوگ بت پرست ہیں، وہم پرست ہیں جادو اور ٹونے کے قائل ہیں کچھ اس قسم کے خیالات عیسائیت کے اندر لے آنے چاہئیں تا کہ یہ لوگ عیسائی

ہو جائیں۔

ابھی دو ایک ہفتے ہوئے مشرقی افریقہ سے یہ اطلاع ملی ہے کہ وہاں بھی پادریوں نے سر جوڑا ہے اور انہوں نے یہ بحث کی ہے کہ جن راہوں کو ہم کامیابی کی راہیں سمجھتے تھے وہ تو ناکامی کی طرف ہمیں لے گئی ہیں اور یہ لوگ عیسائیت کی طرف متوجہ نہیں ہو رہے اس واسطے ان کے ذہن اور ان کی عادتوں اور ان کی روایتوں کے مطابق عیسائی اعتقادات میں تبدیلی کر دینی چاہئے تاکہ ان لوگوں کو ہم عیسائی بنا سکیں یعنی عیسائیت کا ان پر لیبل لگ جائے چاہے وہ پتھر کی پرستش کرنے والے ہوں چاہے وہ درخت کی پرستش کرنے والے ہوں چاہے وہ جادو اور ٹونے کی پرستش کرنے والے ہوں لیکن عیسائیت کے اندر یہ چیزیں لے آؤ لیبل تو لگ جائے گا کہ عیسائی ہو گئے۔

تو جو مذہب اس قسم کے ہتھیاروں کو استعمال کرنے کی طرف آ جائے اس کی حالت کا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ بہرحال اس وقت وہ اپنا پورا زور لگانے پر تلے ہوئے ہیں کہ ہر جائز اور ناجائز طریق سے اسلام کے خلاف عیسائیت کو کامیاب کریں دراصل ہماری زندگی کا جماعت احمدیہ کی زندگی کا مقصد ہی یہ ہے کہ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کیا جائے اور سب سے بڑا حملہ عیسائیت کے محاذ سے ہو رہا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ نے باوجود انتہائی کمزور ہونے کے، باوجود انتہائی غریب ہونے کے، باوجود انتہائی بے کس ہونے کے، باجود انتہائی طور پر سیاسی اقتدار سے محروم ہونے کے یہ توفیق عطا کی اپنے فضل سے کہ ہم نے ایک بہت بڑا ریلا عیسائیت کا بیسویں صدی کے شروع میں روک دیا لیکن ہمارا کام ابھی ختم نہیں ہوا اور نہ وہ وقت آیا ہے کہ ہم سمجھیں کہ ہمیں اپنی قربانیوں کی رفتار کو اب تیز کرنے کی ضرورت نہیں رہی ہم کامیاب ہو گئے ہیں یا یہ کہ کامیابی ہمارے سامنے کھڑی ہے عنقریب ہم کامیاب ہو جائیں گے ابھی وہ وقت نہیں آیا اس کے لئے بہت زیادہ اور انتہائی قربانیاں ہمیں دینی پڑیں گی محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے، اسلام کے اللہ کے لئے، جب دلوں کے جیتنے کا سوال ہو تو نصف یا چوتھائی دل جیتنے کا سوال نہیں ہوتا کہ دل آدھے تو شیطان کے رہیں اور نصف خدا کے لئے ہو جائیں سارا ہی دل جیتنا ہے اور سارے ہی دل کو اللہ تعالیٰ کے قدموں میں لا ڈالنا ہے عیسائیت کی طرح ہم یہ تو سوچ بھی نہیں سکتے کہ اسلام کے اندر مداہنہ کرتے ہوئے کچھ نرمی کر دیں پورے کا پورا اسلام انہیں قبول کرنا ہوگا انشاء اللہ اور پورے کے پورے دل اور روح کے ساتھ اور پورے ذہن کے ساتھ ان کو اپنے اللہ کے حضور جھکنا پڑے گا۔ یہ ہماری

زندگی، ہمارے قیام کا مقصد ہے جس کے لئے انتہائی قربانیاں ہمیں کرنی پڑیں گی ۔ اللہ اس کی توفیق عطا کرے۔

تیسرا ایک اور محاذ ہے جس کا ذکر شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور پھر مختلف صورتوں میں کافی لمبی بحث بھی اس مسئلہ پر قرآن کریم نے کی ہے اور وہ ہے نفاق کا محاذ ، سورۃ بقرہ کے شروع میں ہی نفاق کے متعلق جب بحث ہوئی ہے تو بہت سی آیتوں میں زیادہ تفصیل سے بات کی گئی ہے کیونکہ نفاق ایک ایسی بیماری ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو سزا ملتی ہے اتنی بڑی سزا کسی اور گناہ کے نتیجہ میں نہیں ملتی ۔ قرآن کریم نے کہا ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (سورۃ النساء:۱۴۶)

یعنی جو سزا خدا کے حضور منافق کے لئے مقدر ہے وہ مشرک کے لئے بھی مقدر نہیں، کافر کے لئے بھی مقدر نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی ان آیات میں جو نفاق اور منافقوں کے متعلق ہیں بڑی تفصیل سے ان کی عادتوں اور طریقوں پر بحث کی ہے قرآن کریم نے دوسری جگہ ان آیات کے مضامین کو اور وضاحت کے ساتھ کھولا ہے ہمیں جس بنیادی چیز کی طرف متوجہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ منافق مصلح کی شکل میں ہمارے سامنے آتا ہے یعنی اعلان یہ ہوتا ہے کہ میں جماعت میں اصلاح کرنا چاہتا ہوں ۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ جماعت میں فساد پیدا کیا جائے اس واسطے بہت ہی زیادہ ہشیار اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے اس کیلئے جو بنیادی تعلیم ہمیں دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ خلیفہ وقت یا امام وقت یا اگر رسول زندہ ہو تو رسول کے ساتھ چمٹ جاؤ۔ اس کے ساتھ لگے رہو تب تم نفاق کے حملوں سے بچ جاؤ گے۔ نبی اکرم ﷺ پہلے مخاطب تھے قرآن کریم کے اور ابدی زندگی آپ کو عطا ہوئی تو سارا زور اس پر ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹو روحانی طور پر کیونکہ آپ قیامت تک کے لئے زندہ ہیں اس لئے حقیقت یہی ہے کہ اب بھی یہی حکم ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ کے چمٹ جاؤ اور آپ کو اُسوہ بناؤ منافق کے شر سے بچ جاؤ گے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے نائب اللہ تعالیٰ دنیا میں پیدا کرتا رہا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے بڑے نائب اور آنحضرت ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب روحانی فرزند کی شکل میں دنیا کی طرف بھیجا اور پھر ایک سلسلہ خلافت دنیا میں قائم کیا۔ اصل چیز تو محمد ﷺ ہیں اصلی

زندگی تو محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہے نفاق اور کفر سے بچنے کا اصل ذریعہ تو محمد رسول اللہ ﷺ سے پیار اور محبت ہے اور پھر ان سے جن کے متعلق خود محمد رسول اللہ ﷺ نے کہا ہے کہ ان کی اطاعت کرو اور ان سے پیار کا تعلق قائم کرو۔

جو طریق منافق اختیار کرتا ہے اس پر قرآن کریم نے بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً ایک طریق اس کا یہ بتایا ہے کہ وہ یہ اعتراض کرتا ہے کہ هُوَ اُذُنٌ کہ یہ تو کان ہیں لوگ آتے ہیں کان بھر جاتے ہیں محمد رسول اللہ ﷺ کے (نعوذ باللہ) اور غلط فیصلے ان سے ہو جاتے ہیں۔ وہ دن اور آج کا دن اور پھر قیامت تک یہی ہوتا رہے گا۔ جو آپ کے عاجز اور ناچیز بندے آپ کے نام پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کھڑے کئے جاتے ہیں بطور نائب کے، بطور خادم کے، بطور پیار کرنے والے کے، بطور اس ذرۂ ناچیز کے جسے خدا تعالیٰ اپنی دو انگلیوں میں لے اور اعلان کرے کہ اس ذرّہ کے ذریعہ میں اپنی قدرت کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں ان پر یہ اعتراض ہوتے رہیں گے ہو رہے ہیں اور ہوتے چلے جائیں گے۔

تو یہ ایک بڑی واضح علامت اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے منافق کی، کہ کہتے ہیں کہ کان بھرنے والے کان بھر دیتے ہیں اور یہ فیصلہ کر دیتا ہے بغیر سوچے سمجھے حالانکہ جسے اللہ تعالیٰ اس مقام پر کھڑا کرتا ہے اسے فراست بھی عطا کرتا ہے اور وہ فراست بہر حال عام مومن کی فراست سے زیادہ ہی ہوتی ہے عام مومن کی فراست سے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے۔ مومن کو اللہ تعالیٰ نے بڑی فراست دی ہوتی ہے تو جو مقام ایک مومن کا بتایا گیا ہے تم وہ مقام بھی خلیفہ وقت کو دینے کے لئے تیار نہیں اور کہتے هُــوَ اُذُنٌ خلیفہ وقت کی کیا حیثیت ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں؟ جب تمہارے بڑوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کو نہیں چھوڑا تو تم مجھ پر یا مجھ سے پہلوں پر یا بعد میں آنے والوں پر اس طرح پر اعتراض کرو تو کیا حقیقت ہے اس اعتراض کی!

اللہ تعالیٰ نے وہاں یہ نہیں جواب دیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ اُذُنٌ نہیں ہیں بلکہ ان کے اس قول کو صحیح تسلیم کیا ہے کہ ہاں اُذُنٌ ہیں سنتے ہیں باتیں، مگر اس کے بعد جو فیصلہ کرتے ہیں وہ تمہاری خیر کا ہوتا ہے اور تمہارے لئے شر کا فیصلہ نہیں ہوتا اور سننا ضروری ہے کیونکہ ہر جگہ کی ہر قسم کی بات پہنچنی چاہئے ورنہ صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچا جا سکتا یعنی ہر جگہ سے بات کا کانوں تک پہنچنے سے منافق کا یہ نتیجہ نکالنا کہ اس سے شر پیدا ہوگا یہ احمقانہ بات ہے کیونکہ خدا کا کوئی بندہ بغیر صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے کوئی کام نہیں کرتا اللہ تعالیٰ خود اس کی

رہنمائی کرتا ہے اور صحیح نتیجہ پر وہ پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُذُنٌ تو ہے لیکن اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ تمہاری بھلائی کے لئے کان ہے جو فیصلہ کرے گا باتیں سننے کے بعد وہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔

پھر بدظنی کا مادہ بھی منافق میں ہوتا ہے کہہ دیتے ہیں کہ جی فلاں بات فلاں نے پہنچا دی۔ ابھی کل ہی مجھے ایک شخص نے کہا کہ کوئی شخص کہہ رہا تھا کہ فلاں شخص نے مجھ سے بات سنی اور کسی اور کی طرف منسوب کر کے وہ بات خلیفۃ المسیح سے کہہ دی حالانکہ اس شخص نے ایک لفظ بھی اس کے متعلق نہ کہا تھا گھر بیٹھے بدظنی کر لی کہ بات کر دی ہو گی جا کے۔

لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر شخص جو منافقانہ بات کرتا ہے ضروری نہیں کہ وہ پکا منافق ہو۔ منافقت کی ایک رگ ہے اس میں اس لئے کوشش کرنی چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کی منافقانہ رگ کو دور کر دے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بہت سے منافق طبع بھی تھے اور کمزور بھی تھے اپنے ایمانوں میں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو اصلاح کا موقع دیا اور بعد میں وہ بڑے مخلص، قربانی دینے والے، ایثار کرنے والے بن گئے تو منافقانہ باتوں کو دیکھ کر صحیح نتیجہ جو ہمیں نکالنا چاہئے وہ یہ ہے۔

(۱) ہم اس قسم کی منافقانہ باتوں کے نتیجہ میں جماعت میں کمزوری نہیں پیدا ہونے دیں گے اور (۲) یہ کہ ہم دعا کے ذریعہ اور تدبیر کے ذریعہ سے اس قسم کے کمزور لوگوں کی کمزوری کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل مورخہ ۱۴؍مارچ ۱۹۶۸ء صفحہ ۲ تا ۴)

☆......☆......☆